محمد وسیم اختر مفتی

السابقون الاولون

[''سیر وسوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت اُمینہ بنت خلف رضی اللہ عنہا

نسباً وصہراً

جب حضرت ابراہیم نے اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں لا بسایا تو بنو جرہم (Gorrhamite) بھی یمن سے آ کر یہاں بس گئے۔ ان کی دو بیٹیاں حضرت اسمٰعیل سے بیاہی گئیں۔ ان میں سے ایک ان کے سردار مضاض بن عمرو کی بیٹی رعلہ یا سیدہ تھی۔ حضرت اسمٰعیل کے بعد بنو جرہم نے بیت اللہ کی تولیت سنبھال لی۔ جب ان کے بیٹے ثابت نے بھی وفات پائی تو بنو جرہم نے مکہ میں غارت گری شروع کر دی، کعبہ کا مال لوٹتے، بیت اللہ کے اندر زنا کرنا ان کا معمول بن گیا۔ انھی بدکاروں میں اساف اور نائلہ تھے جنھیں اللہ نے پتھر بنا دیا۔ تب حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے بنو بکر بن عبد مناۃ نے بنو خزاعہ کی مدد سے بنو جرہم کو بزور شمشیر مکہ سے نکال باہر کیا۔ تین سو سال گزرنے کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد قصی بن کلاب نے بنو خزاعہ کو بے دخل کر کے مکہ پر قریش کا اقتدار قائم کیا۔

حضرت اُمینہ بنت خلف اسی قبیلہ بنو خزاعہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس ازدی (مبرد، یاقوت الحموی) یا مضری

(ابن اسحاق، ابن حزم، ابن خلدون) قبیلے کے بانی عمرو بن عامر بن لحیٰ ان کے نویں جد تھے۔ اسعد بن عامر ان کے دادا تھے۔ شاذ روایت میں حضرت اُمینہ کے والد کا نام خالد بتایا گیا ہے، ابن اثیر کہتے ہیں: یہ ابن مندہ کا وہم ہے۔

حضرت اُمینہ کا نام مختلف طریقوں سے بولا گیا ہے: ہُمینہ، اُمیمہ، ہُمیمہ۔ ابن سعد نے ہُمینہ، ابن عبد البر، ابن اثیر نے اُمیمہ، ابن اسحاق اور ابن ہشام نے اُمینہ کو درست قرار دیا ہے، ابن حجر نے اُمیمہ اور اُمینہ دونوں ناموں کے تحت ان کے حالات بیان کیے ہیں۔ ابن عبد البر کہتے ہیں: جس نے اُمینہ بولا غلط کہا۔ حضرت طلحہ بن عبد اللہ (طلحۃ الطلحات) ان کے بھتیجے تھے۔ قبول اسلام سے قبل بنو امیہ کے حضرت خالد بن سعید بن عاص سے حضرت اُمینہ کا نکاح ہو چکا تھا۔

نور ایمان کا حصول

ام القریٰ مکہ میں خورشید اسلام طلوع ہوا تو حضرت خالد بن سعید اس کی پہلی کرنوں سے مستفیض ہوئے۔ وہ ان اصحاب رسول میں سے تھے جنھیں قرآن مجید نے 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ' (التوبہ ۹: ۱۰۰) کی صفت سے متصف کیا ہے۔ ابن ہشام کی بیان کردہ فہرست میں ان کا شمار پینتالیسواں ہے، جب کہ واقدی اور ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ وہ حضرت ابو بکر کے ایمان لانے کے بعد، پانچویں نمبر پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بعثت نبوی کے فوراً بعد حضرت خالد نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک گڑھے کے کنارے کھڑے ہیں جس میں آگ خوب دہک رہی ہے۔ گڑھا بہت بڑا اور بہت گہرا ہے۔ ان کا باپ انھیں اس گڑھے میں پھینکنے ہی لگا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پہلوؤں سے پکڑ لیا اور گرنے سے بچا لیا۔ وہ گھبرا کر بیدار ہوئے اور حضرت ابو بکر کو خواب سنایا، پھر ان کی رہنمائی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت خالد بن سعید نے دین حق قبول کیا تو ان کی اہلیہ حضرت اُمینہ بنت خلف نے بھی 'آمنّا و صدّقنا' کہا اور نور ایمان سے منور ہو گئیں۔

حضرت اُمینہ کی بیٹی حضرت ام خالد کہتی ہیں: قبول اسلام میں میرے والد پانچویں تھے۔ ان سے پوچھا گیا: ان سے پہلے ایمان لانے والے کون تھے؟ بتایا: علی، ابو بکر، زید بن حارثہ اور سعد بن ابی وقاص۔ ابن ہشام کے ہاں حضرت خالد کے پینتالیسویں اور حضرت اُمینہ کے چھیالیسویں نمبر پر رہنے کی وجہ شاید یہ رہی ہو کہ انھوں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

نے اپنے باپ ابو احیحہ سعید بن العاص کے خوف سے ایمان چھپائے رکھا۔

ہجرت اولیٰ: حبشہ کی طرف

ابو جہل نئے ایمان لانے والے مسلمانوں کے خلاف قریش کو اکساتا۔ اگر کوئی صاحب ثروت و مرتبہ اسلام قبول کرتا تو اسے عار دلاتا کہ تو نے اپنے باپ کا دین چھوڑ دیا جو تجھ سے بہتر تھا۔ ہم تجھے کم عقل اور خطا کار ٹھیرائیں گے اور تیرا مرتبہ پامال کر دیں گے۔ اگر کوئی تاجر دین حق اپناتا تو اسے دھمکاتا: ہم تمھارا بیوپار مندا کر دیں گے اور تمھاری رقم ڈبو دیں گے۔ اگر کوئی غریب مسکین داخل اسلام ہوتا تو اسے مارتا پیٹتا اور دوسروں کو بھی اس پر ظلم کرنے کی ترغیب دیتا۔ ایمان لانے کے بعد حضرت خالد کے والد ابو احیحہ سعید بن العاص نے بھی خوب ڈانٹ پھٹکار کی، چھڑی سے انھیں اس قدر پیٹا کہ چھڑی ان کے سر پر ٹوٹ گئی۔ پھر کہا: چلا جا، جہاں چاہتا ہے۔ میں تمھارا دانہ پانی بند کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت خالد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے لگے۔ ان کی ثابت قدمی پر ان کے والد نے انھیں مکہ کے ریگ زار میں بھوکا پیاسا ڈال دیا، وہ تین دن کے بعد وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور مکہ کے نواح میں روپوش ہو گئے۔ حضرت اُمینہ بنت خلف بھی اپنے شوہر کے ساتھ شدائد برداشت کرتی رہیں، ہر سزا پر، ہر مقاطعے اور ہر پابندی کے بعد ان کا ایمان پختہ اور فزوں تر ہو جاتا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اہل ایمان پر ایذائیں توڑنے میں قریش حد سے گزر گئے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: اللہ کی زمین میں بکھر جاؤ۔ پوچھا: کہاں جائیں، یا رسول اللہ؟ آپ نے حبشہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: وہاں کے بادشاہ کی سلطنت ظلم وجور سے پاک ہے۔ چنانچہ رجب ۵/ نبوی میں عثمان بن مظعون کی قیادت میں پندرہ اصحاب کا پہلا قافلہ سوے حبشہ روانہ ہوا۔ دوسرے مرحلے (اوائل ۶/ نبوی) میں کئی مسلمانوں نے حبشہ کا رخ کیا۔ اس موقع پر حضرت خالد بن سعید بھی منظر عام پر آئے اور اپنی اہلیہ حضرت امینہ بنت خلف کے ساتھ حضرت جعفر بن ابو طالب کی قیادت میں حبشہ جانے والے کاروان میں شامل ہو گئے۔ حضرت خالد کے بھائی حضرت عمرو بن سعید اور ان کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت صفوان بھی ساتھ تھیں۔ اس قافلے کے سڑسٹھ (چھیاسی: ابن ہشام، ابن کثیر) شرکا کو شامل کر کے مہاجرین کی کل تعداد تراسی مرد، انیس عورتیں (: ابن ہشام، ابن کثیر۔ ایک سو آٹھ: ابن جوزی) ہو گئی۔

حضرت اُمینہ اور ان کے شوہر حضرت سعید بارہ برس سے زیادہ حبشہ میں مقیم رہے۔ وہیں ان کے

صاحبزادے حضرت سعید اور صاحبزادی حضرت آمنہ یا امہ پیدا ہوئیں۔ ان دونوں بچوں کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے۔

ہجرت ثانیہ: مدینہ کی طرف

حضرت اُمینہ غزوۂ خیبر (7ھ) کے بعد اپنے شوہر اور بچوں کے ہمراہ مدینہ منورہ آئیں اور باقی زندگی یہیں گزاری۔ دو کشتیوں میں پورے آنے والے ان مہاجرین کے نام یہ ہیں: حضرت جعفر بن ابو طالب، ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس، ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت خالد بن سعید بن عاص، ان کی اہلیہ حضرت امینہ یا ہمینہ بنت خلف، قیام حبشہ کے دوران میں پیدا ہونے والے ان کے بیٹے حضرت سعید بن خالد اور حضرت امۃ (کنیت: ام خالد) بنت خالد، حضرت خالد کے بھائی حضرت عمرو بن سعید، ان کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت صفوان حبشہ میں وفات پاچکی تھیں، حضرت معیقیب بن ابو فاطمہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت اسود بن نوفل، حضرت جہم بن قیس، ان کے بیٹے حضرت عمرو بن جہم اور حضرت خزیمہ بن جہم، حضرت عامر بن ابی وقاص، حضرت عتبہ بن مسعود، حضرت حارث بن خالد، حضرت عثمان بن ربیعہ، حضرت محمیہ بن جزء، حضرت معمر بن عبداللہ، حضرت ابو حاطب بن عمرو، حضرت مالک بن ربیعہ، ان کی زوجہ حضرت عمرہ بنت سعدی اور حضرت حارث بن عبد قیس۔ سرزمین حبشہ میں وفات پاجانے والے اہل ایمان کی بیوگان بھی کشتیوں میں سوار تھیں۔ مہاجرین کی دونوں کشتیاں صحیح سلامت الجار (بولا: ابن سعد، موجودہ نام: الرایس) کے ساحل پر پہنچ گئیں، پھر وہ اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے۔ ان دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے فارغ ہوئے تھے، آپ مدینہ لوٹے تو مہاجرین کو خوش آمدید کہا۔ ابن ہشام کے بیان سے لگتا ہے کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیان ان کشتیوں کے مسافروں میں شامل نہ تھیں، جب کہ ابن خلدون نے وضاحت کی ہے کہ وہ لوٹنے والے مہاجرین کی ہم سفر تھیں۔

اولاد

حضرت اُمینہ بنت خلف کے بیٹے حضرت سعید بن خالد بے اولاد رہے۔ ان کی بیٹی حضرت آمنہ یا امہ اپنی کنیت ام خالد سے مشہور ہیں۔ ان کی شادی حضرت زبیر بن عوام سے ہوئی اور عمرو بن زبیر اور خالد بن زبیر پیدا ہوئے۔ حضرت زبیر کے بعد حضرت ام خالد کا نکاح حضرت سعید بن عاص سے ہوا، انھوں نے نوے برس کی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

عمر پائی۔ ابن سعد کا کہنا ہے کہ اب (ہمارے زمانے میں) حضرت خالد بن سعید کی نسل باقی نہیں رہی۔

وفات

حضرت اُمینہ بنت خلف کا سن وفات معلوم نہیں ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ عہد فاروقی (۱۴ھ) میں جب حضرت خالد بن سعید نے جنگ اجنادین یا مرج الصفر کے معرکے میں شہادت حاصل کی تو وہ زندہ تھیں اور انھوں نے بے مثال صبر وضبط کا مظاہرہ کیا۔

مطالعہ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمہرۃ انساب العرب (ابن حزم)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

واقد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

سلسلۂ نسب

حضرت واقد بن عبد اللہ کے دادا کا نام عبد مناف بن عرین تھا۔ زید مناۃ بن تمیم ان کے نویں جد تھے۔ تمیمی ان کی نسبت تھی۔ اپنے پانچویں جد یربوع بن حنظلہ کے تعلق سے یربوعی اور چھٹے جد حنظلہ بن مالک کی نسبت سے حنظلی بھی کہلاتے ہیں۔ حضرت عمر کے والد خطاب بن نفیل کے واسطہ سے حضرت واقد قبیلہ بنوعدی بن کعب کے حلیف تھے۔

بیعت ایمان

حضرت واقد بن عبد اللہ 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ' (التوبہ ۹: ۱۰۰) میں سے تھے، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم منتقل ہونے سے پہلے ایمان لائے۔ ابن ہشام کی مرتبہ فہرست میں ان کا نمبر سینتالیسواں تھا۔

ہجرت مدینہ

آفتاب اسلام طلوع ہوئے دس سے زیادہ برس گزر چکے تھے۔ قریش مکہ کی طرف سے مزاحمت اور اذیت رسانی

کا سلسلہ تھمنے کو نہ آیا۔ نبوت کے گیارھویں سال یثرب کے اوس و خزرج قبائل کے لوگ حج کرنے مکہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر چھ (یا آٹھ) خوش نصیبوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جو بیعت النساء کے نام سے مشہور ہوئی۔ انصار کے السابقون الاولون نے اللہ واحد پر بلا شرکت غیرے ایمان لانے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے، چوری نہ کرنے، زنا سے دور رہنے اور اولاد کو قتل نہ کرنے کا عہد کیا۔ نبوت کے بارھویں سال انھی قبیلوں کے بارہ افراد ایمان لے آئے۔ تیرھویں سال مزید بہتر (۷۲) افراد نے بیعت ایمان کی اور انھوں نے پیمان باندھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ انھی دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مطلع فرمایا: مجھے تمھارا دار ہجرت دکھا دیا گیا ہے۔ مجھے خواب میں کھجوروں والی ایک زمین شور دکھائی دی ہے جو دو سیاہ سنگلاخ بیابانوں کے بیچ واقع ہے (بخاری، رقم ۲۲۹۷۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۵۱۵، ۱۸۱۹۳۔ احمد، رقم ۲۵۶۲۶۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۲۶۲۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۶۵)۔ میرا خیال تھا کہ یہ یمامہ یا ہجر ہو گا، یہ تو مدینہ یثرب ہے۔ اللہ نے مدینہ میں تمھارے بھائی بند بنا دیے اور اطمینان و سکون سے رہنے کے لیے گھر کا انتظام کر دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت رافع بن مالک (ابن ام مکتوم) کو تبلیغ دین کے لیے انصار کے ساتھ روانہ کر چکے تھے۔ ان کے بعد حضرت ابوسلمہ، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت بلال، حضرت سعد، حضرت عمار، حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت ابواحمد بن جحش اپنے پورے کنبے سمیت مدینہ پہنچے۔ پھر بیس افراد پر مشتمل حضرت عمر کا قافلہ سوے مدینہ چلا۔ بنوعدی کے حلیف حضرت واقد بن عبداللہ کے علاوہ حضرت خنیس بن حذافہ، حضرت زید بن خطاب، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت عمرو بن سراقہ، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر، حضرت خولی بن ابوخولی، حضرت مالک بن ابوخولی اور ان سب کے اہل خانہ اس قافلے کے شرکا تھے۔

حضرت واقد بن عبداللہ قبا میں مقیم قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر کے مہمان ہوئے۔

مواخات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشر بن خالد بن البراء کو حضرت واقد بن عبداللہ کا انصاری بھائی قرار دیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی مہم

اواخر جمادی الثانی ۲ھ (جنوری ۶۲۴ء) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش کی قیادت میں نو (بارہ: ابن سعد، ابن جوزی، شبلی نعمانی) مہاجرین کی ایک مہم مکہ اور طائف کے درمیان واقع ابن عامر کے باغ نخلہ کی طرف روانہ کی۔ حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت سہیل بن بیضا حضرت عبداللہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے قتال کا حکم نہ دیا اور ارشاد فرمایا: وہیں ٹھیرنا اور قریش کی آمد ورفت کی اطلاع ہم تک پہنچانا۔ بحران کے مقام پر حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت سعد کا مشترکہ اونٹ کھو گیا تو دونوں اسے تلاش کرنے لگے۔ اس اثنا میں حضرت ابن جحش باقی ساتھیوں کو لے کر نخلہ پہنچ گئے جہاں قریش کا ایک چار رکنی قافلہ کشمش، کھالیں، شراب اور دوسرا سامان طائف سے لے کر آرہا تھا (ابن سعد)۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں: قافلہ سامان تجارت لے کر عراق کی طرف جارہا تھا۔ حضرت واقد بن عبداللہ نے اپنا سر منڈا رکھا تھا جس سے مشرکوں کو گمان ہوا کہ یہ عمرہ کر کے آرہے ہیں۔ یہ جمادی الثانی کا آخری دن یا حرام مہینے رجب کی پہلی رات تھی۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا، اگر قافلے والوں کو چھوڑ دیا تو یہ حرم پہنچ کر مامون ہو جائیں گے اور اگر قتال کیا تو یہ حرام مہینے میں ہوگا۔ کچھ تردد کے بعد انھوں نے حملے کا فیصلہ کیا۔ مشرک کھانا پکانے میں مصروف تھے، حضرت واقد بن عبداللہ نے تیر پھینک کر قافلے کے سردار عمرو بن عبداللہ حضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ نوفل بن عبداللہ (ابن سعد، ابن کثیر) یا مغیرہ بن عبداللہ (ابن اثیر) فرار ہو گیا۔ مقتول عمرو بن حضرمی قریش کے ہاں معزز شمار ہوتا تھا، وہ بنوامیہ کے سردار حرب بن امیہ کے حلیف عبداللہ بن حضرمی کا بیٹا تھا، جب کہ قید کیا جانے والا عثمان بن عبداللہ ان کے دوسرے سردار مغیرہ بن عبداللہ مخزومی کا پوتا تھا۔ ابن کیسان ہشام بن مغیرہ کا غلام تھا۔

ہجرت مدینہ کے بعد یہ پہلا سریہ تھا جس میں کامیابی ملی، عمرو عہد اسلامی کا پہلا قتیل اور عثمان اور حکم پہلے اسیر تھے۔ حضرت واقد بن عبداللہ پہلے مسلمان بن گئے جس نے کسی مشرک کو جہنم واصل کیا۔ ابن کیسان حضرت مقداد بن عمرو (ابن جوزی) کی قید میں تھا، حضرت ابن جحش نے اسے قتل کرنا چاہا، لیکن حضرت مقداد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہونے سے پہلے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے تاریخ

اسلامی میں حاصل ہونے والے پہلے مال غنیمت کی اپنے تئیں تقسیم کر کے ۱/۵ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لیا، حالاں کہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

اہل سریہ مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمھیں ماہ حرام، رجب میں جنگ کرنے کو نہیں کہا تھا۔ آپ نے مال غنیمت اور اسیروں کے معاملے میں توقف کیا تو صحابۂ کرام پشیمان ہو گئے کہ شاید وہ ہلاکت میں پڑ گئے۔ مسلمان بھائیوں نے بھی خوب ملامت کی، ادھر قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ حرام مہینوں کی تعظیم کرتے ہیں اور ان میں قتال جائز نہیں سمجھتے۔ آپ کے صحابی نے ہمارا آدمی کیوں مار ڈالا؟ چہ میگوئیاں بڑھ گئیں تو ارشاد ربانی نازل ہوا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ. (البقرہ ۲: ۲۱۷)

”آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے، اس مہینے میں جنگ کرنا بہت برا ہے (اس کے ساتھ ساتھ) لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا، اللہ کو نہ ماننا، مسجد حرام کا راستہ بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو نکال باہر کرنا اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر ہے اور فتنہ وفساد قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔“

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اس حکم وحی کے بعد آپ نے مال غنیمت اور قیدیوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ حضرت عتبہ اور حضرت سعد صحیح سلامت واپس آ گئے تو آپ نے سولہ سو دینار فدیہ لے کر قریش کے اسیروں عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ حکم بن کیسان نے رہائی کے فوراً بعد آپ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا۔ عثمان مکہ لوٹ گیا اور آخری دم تک مسلمان نہ ہوا۔

اللہ کی طرف سے حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کی براءت نازل ہو گئی تو انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ، ہم چاہتے ہیں کہ یہ مہم غزوہ شمار ہو اور ہمیں جہاد کا اجر مل جائے۔ تب اللہ کی طرف سے یہ فرمان آیا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ

”بے شک، جو لوگ دل سے ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا،

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.(البقرہ۲: ۲۱۸)

وہی اللہ کی رحمت کی امید رکھ سکتے ہیں۔ اللہ ان کی لغزشوں کو معاف فرمانے والا اور ان کو اپنی رحمت سے نوازنے والا ہے۔"

سریہ عبداللہ بن جحش جنگ بدر کے وقوع کا سبب بنا، کیونکہ اس سے قریش کی معیشت کو سخت دھچکا لگا اور وہ آمادہ بہ جنگ ہو گئے۔ شام سے تجارت پر ان کی خوش حالی کا انحصار تھا، حبشہ اور یمن سے تجارت کا حجم بہت کم تھا۔ مدینہ کے یہودیوں نے عمرو بن حضرمی اور حضرت واقد کے ناموں سے جنگ بدر کی فال یوں نکالی: 'عمرو عمرت الحرب، واقد وقدت الحرب' (عمرو بن حضرمی: جنگ کی خانہ آبادی ہوئی، واقد: جنگ کا بازار گرم ہوا)۔ اس مہم کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ قریش پر مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی عسکری قوت کا رعب بیٹھ گیا۔ بنو یربوع اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ان کے قبیلے کا فرد پہلا مسلمان تھا جس نے کسی مشرک کو قتل کیا۔ حضرت عمر نے اپنے حلیف حضرت واقد کی مدح میں یہ شعر کہا۔ مشہور روایت یہی ہے، تاہم ابن اسحاق نے اسے حضرت ابوبکر اور ابن ہشام نے حضرت عبداللہ بن جحش کی طرف منسوب کیا ہے:

سقينا من ابن الحضرمي رماحنا
بنخلة لما أوقد الحرب واقد

"ہم نے نخلہ کے مقام پر جب واقد نے جنگ کی آگ بھڑکائی، اپنے نیزوں کو ابن حضرمی کے خون سے سیر کیا۔"

دیگر غزوات

حضرت واقد بن عبداللہ نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق اور تمام غزوات میں حصہ لیا۔

عہد فاروقی: جنگ جسر

شعبان ۱۳ھ: خلیفۂ دوم حضرت عمر نے زمام خلافت سنبھالتے ہی حضرت ابو عبید ثقفی کو اپنی پہلی تشکیل کردہ فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور انھیں ایران کے محاذ پر روانہ کیا۔ ان سے کہا گیا: آپ نے کسی بڑے صحابی کو مقرر کیوں نہیں کیا؟ انھوں نے جواب دیا: ابوعبید نے سب سے پہلے یہ ذمہ داری اٹھانا منظور کیا۔ حضرت واقد بن عبداللہ اس

فوج کا حصہ تھے۔ حضرت ابوعبید نے معرکوں کے ایک سلسلے میں اسلامی فوج کی قیادت کی۔ انھوں نے ۸/ شعبان کو جنگ نمارق، ۱۲/ شعبان کو جنگ سقاطیہ اور ۱۷/ شعبان کو باقسیاثا کے معرکے میں فتوحات حاصل کیں۔

۲۳/ شعبان کو معرکۂ جسر (Battle of the Bridge) پیش آیا۔ دس ہزار کی اسلامی فوج کا مقابلہ ایک بڑے ایرانی لشکر سے تھا جس کی سالاری بہمن جاذویہ کے پاس تھی۔ نیک شگون کے لیے ایرانی کمانڈر ان چیف رستم نے فریدون کا علم درفش کاویان ساتھ بھیجا تھا۔ دونوں فوجوں کے بیچ دریاے فرات حائل تھا۔ ایرانی کمانڈر نے اختیار (choice) دیا کہ مسلمان چاہیں تو وہ پل کے ذریعے سے دریا عبور کر کے مقابلے پر آجاتے ہیں۔ حضرت ابوعبید کے سپاہیوں نے بھی ایرانیوں کو اپنی طرف بلانے کا مشورہ دیا، لیکن وہ بولے: موت کا سامنا کرنے میں ایرانی مسلمانوں سے زیادہ دلیر نہیں۔ یہی ان کی غلطی تھی۔ جیش اسلامی نے دریائے فرات کا پل تو پار کر لیا، لیکن دوسرا کنارہ ان کے لیے ناموافق نکلا۔ ایک تنگ میدان میں گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمانوں کے گھوڑے ہاتھیوں اور ان کی گھنٹیوں سے بدکنے لگے تو حضرت ابوعبید نے ہاتھیوں کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ خود انھوں نے ایک بڑے سفید ہاتھی کی سونڈ اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ پھر خود ایک ہاتھی تلے آکر شہید ہوئے، ان کے نامزد کردہ تمام جانشین بھی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ چھ ہزار ایرانیوں کو قتل کرنے کے باوجود اسلامی فوج کی گرفت کم زور پڑ گئی اور سپاہیوں کو پشت پھیر کر بھاگنا پڑا۔ ایرانیوں نے فرار ہوتے ہوئے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور کئی سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ جو مسلمان دریا کے پل تک پہنچے، ان میں سے کچھ تو دریا پار کر گئے، کچھ ایرانی تیروں کا نشانہ بن گئے۔ باقی کسر پل ٹوٹنے سے نکل گئی، بے شمار مسلمان دریا میں غرق ہو گئے۔ حضرت واقد بن عبداللہ شہدا میں شامل تھے۔ پل کے اس سانحے کی وجہ سے اس معرکہ کو ''معرکۂ جسر'' کا نام دیا جاتا ہے۔ آخر کار حضرت مثنیٰ بن حارثہ نے بچے کھچے دو ہزار سپاہیوں کی قیادت سنبھالی اور ان کو واپس لے آئے۔ شکست کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو اس وقت حضرت عمر منبر پر خطاب کر رہے تھے، زور زور سے رونے لگے اور کہا: اللہ ابوعبید پر رحم کرے، اگر جنگ نہیں کر سکتا تھا تو پیچھے ہٹ جاتا۔ ہم دوسرا لشکر بھیج دیتے۔ جنگ سے بھاگنے والے بھی روتے روتے مدینہ پہنچے۔ یہ شکست مسلمانوں کے لیے عار تھی، وہ جنگ سے فرار ہونے کے عادی نہ تھے۔ حضرت عمر انھیں تسلی دیتے اور کہتے: اسے فرار نہ سمجھو، میں ضرور تمھیں دوسرے محاذ پر بھیجوں گا۔

وفات

جیسا کہ بیان کیا گیا، حضرت واقد بن عبداللہ نے ۲۳/ شعبان ۱۳ھ کو جنگ جسر میں جام شہادت نوش کیا۔

اولاد

حضرت واقد بن عبداللہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حضرت واقد بن عبداللہ کی سیرت سے متاثر ہو کر، اس کی برکت حاصل کرنے کے لیے حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے ایک بیٹے کا نام واقد بن عبداللہ رکھ لیا۔ دوسرے بیٹے کا حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ حضرت سالم کے نام پر سالم بن عبداللہ رکھا۔

روایت حدیث

حضرت واقد بن عبداللہ سے کوئی حدیث روایت نہیں ہوئی۔

مطالعہ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، سیرت النبی (شبلی نعمانی)، محمد رسول اللہ (محمد رضا)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com